سلسلہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک و ارشاد پر حضرت اولو العزم سیدنا صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد فضل عمر مصلح موعود خلیفہ ثانی کی سرپرستی میں زندہ ہوا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ ؕ

الحکم

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

شرح قیمت جو مشتہر کی جائیگی

قادیان دار الامان کا رخانہ انوار احمدیہ سے ۱۴/۲۸ و ۲۱ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی ۔ ۔ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۲۶/۲۷	مورخہ ۱۴/۲۱ اگست ۱۹۱۵ء	جلد ۱۹

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے!

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے اور ہر ایک مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ تلاوت کی اصلی غرض حل ہے۔ اور اعتقادی توتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی قرآن کے ترجمہ اور تعبیر سے ہوتی ہے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اور اس میں بامحاورہ ترجمہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے۔ اور یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضروریات اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ عاشق القرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپکی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام مغفور کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ کیا آپنے اب تک ان ملفوظات کو نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں۔ اس میں نور اور ہدایت ہے ہدیہ فی پارہ عصر پارہ ۲۴ سے ۳۰ تک اور ۱۵ و ۱۶ پارے شائع ہو چکے ہیں۔ اور سترواں پارہ بھی خدا کے فضل سے چھپ کر شائع ہو گیا ہے حسب معمول وہ بھی خریداران الحکم کے نام وی پی ہوگا۔ ہدیہ وہی فی عصر فی پارہ علاوہ محصولڈاک۔ قرآن کریم کے عاشق ذرا اس کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔

سلک مروارید حصہ سوم سلک مروارید حصہ سوم بھی تین جزو تک چھپ گیا ہے۔ وہ بھی بہت جلد شائع ہونے والا ہے اس کے متعلق مجھے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں پہلے دو حصے دو مرتبہ چھپکر ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور قبولیت کا خراج حاصل کر چکے ہیں۔ قیمت وہی ۴ر بلا محصول ڈاک ہوگی۔ ممکن ہے کہ پارہ کے ساتھ روانہ ہو سکے۔

نوٹ :۔ جو صاحب پارہ یا سلک مروارید کا وی پی جسکی مجموعی قیمت عیعہ ہوگی لینے کو تیار نہ ہوں۔ وہ براہ کرم اطلاع دیں۔

دفتر الحکم قادیان۔ دار الامان۔ ضلع گورداسپور پنجاب سے طلب فرمادیں

مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر نے شیخ یعقوب علی تراب احمدی پبلشر کیلئے چھاپا

خواجہ کمال الدین کے امیر مولوی محمد علی صاحب کا مذہب

خواجہ صاحب کی اس چٹھی کی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق طلب شہادت کے رنگ میں شائع ہوئی ہے تنقید کا سلسلہ تو آپنے اوپر پڑھ لیا۔ اور خود خواجہ صاحب کا مذہب الحکم کی پچھلی اشاعت میں ملاحظہ کر لیا آج خواجہ صاحب کے امیر کے مذہب کا نمونہ دکھانا ضروری ہے۔ میں ذیل میں مولوی محمد علی صاحب کا اپنا ایک خط درج کرتا ہوں۔ جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الوصیت کی اشاعت کے ایام میں چوہدری رستم علی صاحب مرحوم کو انبالہ لکھا۔ اس سے پڑھ کر ناظرین کو اندازہ ہوگا۔ کہ اس وقت اس شخص کا کیا مذہب نبوت احمدیہ کے متعلق تھا۔ وہ حضرت احمد کو نبی سمجھتا تھا یا غیر نبی مولوی محمد علی صاحب کے عقیدہ کے متعلق یہی ایک ثبوت میرے پاس نہیں اور بیسیوں ثبوت تحریری ہیں جو اپنے اپنے وقت پر شائع ہونگے۔

خواجہ صاحب اپنے اور اپنے امام کے مذہب پر غور کریں۔ اور لوگوں سے شہادت طلب کرنے سے پہلے شرم کریں۔

میں نے حضرت اولوالعزم کی خلافت کے اوائل ہی میں وجوہ انکار خلافت کی تصریح کرتے ہوئے ظاہر کیا تھا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقا کا انکار کسی مسئلہ کے اختلاف کی بنا پر نہیں بلکہ مطلب سعدی دیگراست۔ یہ بہانہ بازیاں اور ملمع سازیاں زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتی ہیں۔ آج مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے مسئلہ پر محض ضد اور ہٹ دھرمی کے رنگ میں بحث کرتے ہیں۔ لیکن میں ان کا ایک خط یہاں درج کرتا ہوں جس سے ثابت ہو جاویگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اس کا یہی مذہب تھا کہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں۔ اور اپنی تحریروں میں وہ مجرد نبی ہی لکھا کرتے تھے۔ ہاں دل کا واقف اللہ علیم ہے کہ وہ نفاق سے اگر ایسا کہتے تھے تو یہ وہ جانیں۔ ہمارا کام تو محض ان کے الفاظ کو دیکھنا ہے۔ ناظرین دیکھیں۔ کہ کس صراحت سے وہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس خط کو بھی پڑھ کر فیصلہ کرنا ہوگا۔ کہ یا تو مولوی صاحب نے اب نبوت مسیح موعود کی بحث محض ضد اور تعصب کی بنا پر شروع کی ہے۔ یا یہ کہ آپ کی زندگی میں یہ عقیدہ ان کا بربنائے نفاق تھا۔ ایڈیٹر

مکرم چوہدری صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اگرچہ بہت کم فرصتی ہے۔ مگر تاہم وہ بات آپ کو سناتا ہوں۔ جو پرسوں ہمارے امام نے سنائی۔ کہ جماعت اب اس وقت کے لیے تیار رہے جو آخر ہر نبی پر آتا ہے۔ یعنی رحلت کا وقت۔ اللہ تعالٰے کے الہامات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت اب قریب ہے۔ اگرچہ اللہ تعالٰے ہی بہتر جانتا ہے کہ قریب سے اس کی کیا مراد ہے۔ اس کے نزدیک بعض وقت تھوڑا وقت بھی ایک بڑا عرصہ ہوتا ہے اور ہماری تو یہی دعا ہے۔ کہ اگر وہ ایک دن بھی ہے۔ تو ان یوماً عند ربک کالف سنۃ ہو۔ مگر آخر اس وقت سے تو چارہ نہیں یہ الہامات گویا عید کے دن کے ہیں۔ قرب اجلک المقدر قل میعاد ربک۔ دن بہت تھوڑے رہ گئے ہیں اس روز سب پر اداسی چھا جائیگی۔ لا نبقی لک من المخزیات ذکرا یہ آخری الہام تسلی بھی دیتا ہے۔ کہ مقاصد سب پورے کئے جاوینگے۔ مگر فرمایا کہ مقاصد کی تکمیل نبی کے اٹھائے جانے کے بعد بھی ہوتی رہتی ہے۔

یہ تو خدا بہتر جانتا ہے کہ اب کتنا وقت اور ہمارے درمیان یہ خدا کا پیارا ہے اور ابھی ہم میں سے کس کس پر اس نے آخری دعا کرنی ہے۔ مگر جماعت کے لئے وہ وقت ضرور آگیا ہے کہ اپنے اندر ایک نئی تبدیلی پیدا کرے کیونکہ خدا اس حالت میں تو اس کو نہیں چھوڑیگا۔ مگر ہم سے بڑھکر بدقسمت کون ہوگا۔ اگر ہم بھی ان لوگوں میں نہ ہونگے جن کو اللہ تعالٰے اپنے خاص ارادہ اور منشاء سے ایک بڑے کام کے لئے تیار کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالٰے سب بھائیوں کو توفیق دے کہ وہ اب اس دنیا سے دل توڑ کر آخرت پر ہی دل لگا دیں۔ والسلام۔

خاکسار محمد علی

معزز ناظرین آپ نے مولوی محمد علی صاحب کی چٹھی کو پڑھ لیا۔ اس میں خود انہوں نے حضرت مسیح موعود کا کلام درج کیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علی وجہ البصیرت اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب قادیان سے دور ایک مخلص دوست چوہدری رستم علی صاحب مرحوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات پہونچا رہے ہیں۔ اب غور کرو کہ وہ شخص جو سنہ ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر ایمان رکھتا ہے اور بغیر مجازی نبی کہنے کے صاف الفاظ میں نبی کہتا ہے۔ آج محض خلافت کے انکار کیوجہ سے اس قدر گر جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کی تحقیر کرتا ہے۔ اس تحقیر کا بدلہ وہ پا چکا۔ کیونکہ خدا تعالٰے نے اپنے بندے کو یہی کہا تھا۔ انی مہین من اراد اہانتک مولوی محمد علی جو قوم سے جوتیوں سے روپیہ وصول کرنے کا اعلان کرتا تھا۔ آج وہی قوم اسکے خلاف نفرت اور حقارت کا ووٹ پاس کر رہی ہے۔ دیکھو اسے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو۔

اس خط میں جن سطور پر خط کھینچا گیا ہے۔ وہ مولوی محمد علی کی بدقسمتی اور اس جماعت میں نہ ہونے کی منظر ہیں۔ جسکو خدا تعالٰے اپنے منشاء اور ارادہ کے ماتحت ایک بڑے کام کے لئے طیار کرنا چاہتا ہے۔

رسالہ احمدی خاتون

خدا کے محض فضل وکرم سے۔ رسالہ احمدی خاتون کی تیسری جلد کا پہلا نمبر شائع ہوگیا ہے اور دوسرا طیار ہو رہا ہے اس مہینے کے آخر تک دوسرا نمبر بھی شائع ہو جائے گا۔

ناظرین الحکم کو یاد رہنا چاہیئے کہ رسالہ مذکور کی اشاعت کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح کو خصوصیت سے توجہ ہے اور یہ نمبر بھی آپ کی توجہ ہی سے شائع ہوا ہے میں اس سے زیادہ احباب سلسلہ کو اور کچھ کہنا نہیں چاہتا کہ اس رسالہ کی اشاعت کے لیے سعی اور کوشش حضرت خلیفہ ثانی کے اغراض و مقاصد کو پورا کرنے کی کوشش ہے جسقدر رسالہ کی اشاعت میں ترقی اور توسیع ہوگی اسی قدر اس کے مفید اور عمدہ ہونے کے اسباب میں اضافہ ہوگا۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ رسالہ کی توسیع اشاعت کے لئے احباب اور مخلصین کو یاد دہانی کی جاتی ہے اور اکثروں کی خدمت میں رسالہ روانہ بھی کیا جاتا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ میں ان دوستوں کو مجبور کرتا ہوں کہ وہ اسکو خرید دیں۔ شروع اجرائے الحکم سے میں نے منت و خوشامد سے ان جراید کی اشاعت بڑھانی پسند نہیں کی اور میں اسکو شرک سمجھتا ہوں منجملہ دیگر اسباب کے تحریک کو ایک سبب یقین کر کے میں دوستوں کو تحریک کر دیتا ہوں۔ ان کا اختیار ہے کہ وہ اس تحریک کو کامیاب بنانے میں حصہ لیں یا نہ لیں۔ میں اتنا ضرور کہدیتا ہوں کہ حضرت خلیفہ ثانی چاہتے ہیں کہ مستورات میں اصلاح و تبلیغ کے لئے یہ رسالہ مفید اور ضروری کام کر سکے اس کامیابی سے آپ کو مسرت ہوگی اور جو احباب دلی خواہش رکھتے ہیں کہ اس ثواب میں وہ شریک ہوں وہ اس رسالہ کو کامیاب بنانے میں میری مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور جو اسے معمولی تحریک سمجھتے ہیں ان کی خاموشی کا کوئی افسوس نہیں قیمت سالانہ عہ۔

پیامی حضرات کو پیغام

میرے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب نے حال میں ایک سلسلہ ٹریکٹون کا بدر ٹریکٹ سیریز کے نام سے شروع کیا ہے۔ اس کا پہلا ٹریکٹ شائع ہو گیا ہے۔ جو پُرانے دوستون کو ایک پیغام کے عنوان سے لکھا گیا ہے۔ اس قسم کے ٹریکٹ چونکہ مختصر ہوتے ہیں۔ لوگ آسانی سے پڑھ لیتے ہیں۔ اور بعض اوقات جو فائدہ بڑی کتابوں سے نہیں ہوتا۔ وہ ایسے مختصر اشتہاروں سے حاصل ہو جاتا ہے مفتی صاحب نے بچھڑے ہوئے دوستون کو بڑی نرمی سے خطاب کیا ہے۔ احباب اِس ٹریکٹ کو مفتی صاحب سے منگوالیں۔ نمونہ کے طور پر میں اس کا ایک حصہ یہان درج کر دیتا ہون۔ ایڈیٹر۔

پُرانے رفیقو! سوچنے کا مقام ہے۔ آپ لوگوں نے خلافتِ محمودی کا انکار کر کے کیا کچھ کھویا۔ اور اس کے عوض میں کیا کچھ پایا۔ کیا آپ کے پاس کوئی ایسا ترازو نہیں جس سے آپ اپنے نفع اور نقصان کا اندازہ کر سکیں۔ قادیان کا آنا آپ نے چھوڑا جس کے واسطے خدائی وعدہ ہے۔ کہ دُور دور سے لوگ چلکر آئینگے اور وہ اب تک آرہے ہیں۔ خدا کی باتیں سچی ہیں پر آپ اس نعمت سے محروم ہوئے۔ بلکہ اَورون کو بھی محروم کرنے پر کمر باندھی۔ حضرت مسیح موعود نے ایک لنگر قایم کیا۔ اور الہامی قصیدہ میں فرمایا ہے ؏

بدقسمت آنکہ دُور بماند زلنگرم

اس لنگر کی روٹیون کو آپنے نہ صرف اپنے لیئے بلکہ دوسروں کے لیئے بھی بند کیا۔ اور اس میں چندہ دینا حرام قرار دیا اور اس میں کھانا کھانے والون کو حقارت کے الفاظ سے یاد کیا۔ میں مانتا کہ آپ لوگوں کے ایسا کرنے سے لنگر بند نہیں ہو گیا۔ وہ بدستور جاری رہے گا۔ لیکن آپ ضرور اس میں حصہ لینے سے بے نصیب ہوئے۔ پھر وہ مدرسہ تعلیم الاسلام جس کے بانی خود حضرت مسیح موعود ہیں۔ وہ آپ کی رائے میں اِس قابل ہو گیا۔ کہ کوئی احمدی اس کی امداد نہ کرے۔ آپ میں سے بعض نے کہا۔ اسے گورنمنٹ اپنے قبضہ میں لے۔ میں مانتا ہوں۔ کہ آپ کے ایسا کرنے سے مدرسہ بند نہیں ہو گیا۔ بلکہ وہ پہلے سے زیادہ رونق میں ہے۔ اور اس کا نتیجہ پہلے سالوں کی نسبت بہت ہی اچھا رہا اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا۔ مسیح موعود کے قایم کردہ سلسلوں کو کوئی توڑ نہیں سکتا غرض بہت سے کام ہیں جو حضرت مسیح موعود نے قایم کیئے تھے۔ مگر وہ سب آپ کے نزدیک مسیح موعود کے چھ سال بعد ٹوٹ پھوٹ کر بیکار ہو گئے۔ اور نہ صرف بیکار ہوئے بلکہ مسیح موعود کا مرکز آپ کی رائے میں ایسا بگڑا۔ کہ وہ جو پوپ کی ہستی کو دنیا سے مٹانے آیا تھا۔ خود اس کے گھر میں اس کی ذریت میں سے اس کے تخت گاہ پر پوپ قابض ہو گیا۔ عیاذاً باللہ۔ آپ غور فرمادیں۔ کہ آپ کہاں سے کہاں پہنچے۔ اور یہ سب کچھ نتیجہ ہے اِس بات کا۔ کہ آپ نے محض بدظنیوں کی بنا پر حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت سے بغاوت اختیار کی +

پس آپ نے اس قدر برکات کو چھوڑا۔ اور اس کے عوض میں کیا لیا۔ آپ کے سارے چندے اور ساری محنت اب صرف اس کام پر خرچ ہوتی ہے کہ حضرت فضل عمر کے ہاتھ پر لوگ بیعت نہ کریں۔ اہل قادیان کی اہانت کی جائے۔ اور ان کو گالیاں سنائی جائیں۔ حضرت مرزا صاحب کی نبوت کا انکار کیا جائے۔ غیر احمدیون کو دوست بنایا جائے۔ وہ تمام چندہ جو قادیان میں بڑے بڑے نیک کاموں میں لگایا جاتا تھا اب صرف اِن کاموں پر خرچ ہوتا ہے۔ یا غیر احمدیوں کے ساتھ ملکر کچھ خواجہ صاحب کو دیا جاتا ہے۔ تاکہ ولایت میں ایسے مسلمان بنائیں۔ جیسے حضرت مسیح موعود کے زمانۂ حیات میں کوئلم صاحب بنایا کرتے تھے جنکو ایک پیسہ بھی دینا حضرت پسند نہ کرتے تھے۔ بس غور کرو کہ آپ لوگوں نے کیا کھویا۔ اور اس کے عوض میں کیا پایا +

+ + +

خواجہ کمال الدین کی مذبوحی حرکات

خواجہ کمال الدین کی اخلاقی موت ہو چکی ہیں غیر احمدیون میں ان کی پوزیشن کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ احمدی قوم میں جو عزت اور وقار انہوں نے حاصل کیا تھا۔ وہ کس حد تک باقی رہ گیا ہے۔ اِسے خواجہ صاحب کے اُن پُرحسرت الفاظ میں اندازہ کرنا چاہیئے۔ جو انہوں نے بارہا کہے۔ کہ وہ لوگ جو میرے ہاتھ چومتے تھے آج میرے نام اور شکل سے متنفر ہیں کیا ہو گیا سب نے زہر پی لیا ہے۔ خواجہ صاحب ٹھنڈے سانس لیکر ان مدارات کو تلاش کرتے ہیں۔ جو احمدیون میں انہیں میسر تھین۔

اِس کا باعث ایک اور صرف ایک ہی ہے ؎

عزیزے کہ از درگہت رو بتافت
بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

خواجہ نے مسیح موعود کے نام کو جو ساری عزتون اور عظمتون کا وسیلہ تھا۔ اس لیئے چھپایا کہ وہ لوگ جنکو اس نام سے چڑ ہے ناراض نہ ہوں مگر اللہ تعالےٰ نے بتا دیا کہ یہی نام تیری عزت کا موجب تھا اس اخفار کے جرم میں وہ پکڑا گیا۔

پس خواجہ کی اخلاقی موت جسکا ذکر الحکم کے کالمون میں ہو چکا ہے۔ ایک ایسا واقعہ ہے کہ وہ اب چھپائے چھپ نہیں سکتا۔ اخلاقی موت کی آخری ساعتون میں خواجہ صاحب سے کچھ حرکات مذبوحی اضطراراً ظاہر ہو رہی ہیں میں نے پسند کیا کہ ناظرین کو ان حرکات مذبوحی سے بھی آگاہ کروں۔

الفضل کے خواجہ گُش مضامین کو پڑھ کر چاہیئے تھا۔ کہ خواجہ اس آبِ حیات سے حصہ لیتا اور اپنی غلطیون کی مردانہ وار اصلاح کر لیتا۔ مگر اسے یہ توفیق کسی پاک نفس کی بے جا عدوات کی وجہ سے نہیں مل سکی اپنی ناکامی اور نامرادی کی تصویر کو اس نے ایک شہادت کے ذریعہ چھپانے کی کوشش کی ہے مگر یہ کوشش اسے اور بھی مایوس کرنے والی ثابت ہوئی۔ پچھلے دنوں خواجہ صاحب نے ایک چٹھی چھپوا کر کچھ بزرگوں کے نام ارسال کی اس امید پر کہ شاید کوئی شکار اُن کے ہاتھ آئے۔ مگر انہون معلوم

ہونا چاہیئے۔

ہمارا بلند است آشیانہ

احمدی جماعت خواجہ صاحب کی بلند پروازیوں سے خوب واقف ہو چکی ہے اور خواجہ صاحب کی ابلہ فریب تحریرین میں سوس نہیں آسکتے جو صاحب فراست ہوتے ہیں۔

یہ چٹھی ۱۴۔ جولائی کو چھپوا کر مخفی طور پر شایع کی گئی۔ اور پھر ۱۱۔ جولائی کے پیغام مین ضمیمہ کی۔ اس چٹھی میں جو چال خواجہ صاحب نے چلی ہے (میں جو خدا کے فضل سے مکاید (تدابیر) خواجہ کو سمجھنے کی خاص خداداد قابلیت رکھتا ہوں) چاہتا ہوں کہ اس کی حقیقت سے جماعت کو آگاہ کروں ہرچند اس چٹھی کا جواب بعض ان احباب نے جن کے نام خواجہ کا خط آیا تھا یع کر دیا ہے مگر مجھے اپنے نکتہ خیال سے اس پر ریویو کرنا ہے۔

خواجہ صاحب کا حملہ حضرت مسیح موعود پر۔

اس چٹھی میں خواجہ صاحب نے سب سے اول حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک خطرناک حملہ کیا ہے۔ اور یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ وہ شخص جو خدا کے کلام میں سلطان القلم تھا۔ میدان تحریر میں نعوذ باللہ ایسا کوتاہ قلم اور کج بیان تھا۔ کہ آج اس کی تحریریں اور تحریریں بھی اُردو زبان کی ایسی مغلق اور معما ہو گئی ہیں کہ وہ اس قابل نہیں رہی ہیں کہ ان سے فایدہ اٹھایا جائے یا وہ ہمارے مسایل متنازعہ میں قول فیصل اور حَکَمٌ صادق ٹھہرائی جاسکیں۔ چنانچہ خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔

"جہانتک فریقین کی تحریرات کو دیکھا جاوے یہی معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر فریقین کی متفق علیہ حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ السلام کی کتابین ہیں۔ ہر ایک دوسرے کو حضرت اعلیٰ کی تصنیف اپنے رنگ اور روشنی میں پڑھنا چاہتا ہے۔ کوئی خیال نہیں کرتا کہ ہم سب مہینوں نہیں برسون یہ تمام کے تمام سبق خود حضرت مسیح موعود سے پڑھے ہیں..... اسوقت جب **ایک ہی مصنف کی تصنیف کے معنے کرنے میں ذاتیات نے حقیقت کو محجوب کر دیا ہے۔**"

ناظرین خدا کے لیئے ان سطور کو ٹھنڈے دل سے پڑہین۔ اور غور کریں کہ کیا خواجہ صاحب کا صاف منشا یہ نہین کہ جماعت کو حضرت مسیح موعود کی کتب سے بدظن کر کے گمراہ کیا جائے۔ کیا ان فقرات کے صاف یہ معنے نہیں؟ کہ حضرت صاحب کی تصانیف مسایل متنازعہ کے متعلق **ساکت** اور **صامت** ہیں۔ اور ان میں ایسی باتیں مرقوم ہیں۔ جو دو رخی ہیں۔ تعجب ہے کہ حضرت اقدس کی کتب کا اکثر حصہ اُردو زبان میں ہے اور وہ ایسی آسان اور سلیس زبان میں ہیں کہ معمولی **دیہاتی** اور زمیندار لوگ بہی ان سے ہدایت پاتے اور ان کے مطالب اور مفہوم کو آسانی سے سمجھ لیتے ہیں اور آجتک خواجہ صاحب بہی ان کے متعلق یہ رائے رکھتے تھے! اور ایک ٹھوکر کر کے پتھر سے مُنہ کے بل گر کر خواجہ صاحب کے دماغ کو ایسا صدمہ پہونچا ہے کہ **نور** اور **ہدایت** کا نام وہ نعوذ باللہ **ظلمت** اور **ضلالت** تجویز کرنے سے نہیں ڈرتے۔

وہ مسیح موعود جس کی کتاب کو کتاب اولیٰ

ذوالفقار علی خدا تعالےٰ کے پاک کلام میں جو اس پر نازل ہوا لکھا گیا۔ آج ایک شخص گم کردہ راہ ہو کر انہیں موجب گمراہی ٹھہراتا ہے اسی طرح پر جیسے ایک قرآن کریم کا کوئی منکر یہ کہدے کہ یضل بہ کثیرا کا مصداق ہے۔ بجائیکہ اسے قول فصل اور لاریب فیہ کہا گیا ہے۔

خواجہ صاحب نے حضرت اقدس کی کتابوں اور آپ کے اس اعجازی **نشان** پر ہی جو خدا تعالےٰ نے قلم کے ذریعہ آپ کو عطا کیا تھا۔ حملہ نہیں کیا بلکہ جماعت کے اخلاص اور **صدق** پر بہی حملہ کیا ہے۔ جبکہ وہ کہتے ہیں۔

"ایک ہی مصنف کی تصنیف کے معنے کرنے میں ذاتیات نے حقیقت کو محجوب کر دیا ہے"

گویا حضرت اقدس کی تصانیف کے معنے کرنے میں ذاتیات پر حقیقت اور صداقت کو قربان کر دیا گیا ہے خواجہ صاحب کو حضرت مسیح موعود کی پاک **نسل** اور ذریت **طیبہ** کی (جو خدا کے شعائر میں داخل ہے اور نہ صرف مسیح موعود بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے **ثبوت** میں بطور دلایل روشن ہیں) ہتک اور تحقیر کی تو عادت ہو چلی ہے مگر افسوس انہون نے اپنے غیظ و غضب میں اپنے **قبلہ** اور امیر مولوی محمد علی صاحب پر بھی ہاتھ صاف کر دیا۔ بفرض محال وہ گروہ جس کی **تطہیر** کا خدا نے وعدہ کیا اور نہ ایک بار بلکہ متواتر جس کے لیئے وحی ہوئی کہ **ان اللہ معک و مع اہلک** خدا کی ان وحیون کے ہوتے ہوئے **ذاتیات** پر حقیقت کو قربان کرنے والا ہے تو کیا۔

خواجہ صاحب کی **ایمانی غیرت** اور ادب کا اتنا تقاضا نہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وہ شخص جس کو وہ قبلہ مولوی محمد علی تحریر کرتا تھا۔ اور جس کی امارت و صدارت کی رسی میں خواجہ صاحب کی موٹی **گردن** بندہی ہوئی ہے اس کی ہتک نہ کرتا۔

خواجہ کیا صاف الفاظ میں **مولوی محمد علی کو ذاتیات پر حقیقت کو قربان کرنے والا** نہیں ٹھہراتا۔

مولوی محمد علی صاحب کی حالت بہت نازک اور قابل رحم ہو گئی ہے کہ اس کے متبع آج اس کے مُنہ پر ایسے ذاتیات پر حقیقت کو قربان کرنے والا کہتے ہیں۔ اگر خواجہ کی مراد ان سے نہیں تو وہ نام لے اس شخص کا جس کے متعلق اس نے یہ جملہ تحریر کیا ہے۔ اور میں بطور ایک تجربہ کار مبصر کے کہتا ہون۔ کہ خواجہ کے لیئے یہ وہ مقام ہے جو

لایموت فیہا ولا یحییٰ

کا مصداق اسے بنا دیگا۔ وہ نام نہیں لے سکیگا۔ اور جو نام بہی لیگا۔ وہی اس کے اخلاقی موت کے وارنٹ پر دستخط کرنے والا ہوگا۔

غرض خواجہ صاحب ابلہ فریب الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کی اور اس کے ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خطرناک ہتک کے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں اور وہ جو حَکَم اور عدل ہو کر آیا تھا جسنے تیرہ سو برس کی گتھیون کو سلجھانا تھا اور جس کے فیصلہ ناطق اور آخری تھے اُس پر یہ الزام دیا گیا۔ کہ وہ ان گتھیون کو سلجھانے کی بجائے ایسے معمہ اور چیستانین اپنی کتابوں میں بہر گیا۔ کہ اس کے چند سال بعد ہی جماعت کو سمجھ نہیں آتا۔ کہ اس کا کیا مطلب تہا؟

اور اگر وہ چند نفوس جن کا ذکر خواجہ صاحب کرتے ہیں موجود نہ ہوتے تو نعوذ باللہ سلسلہ باطل ہو جاتا اور جماعت بھٹک کر ہلاک ہو جاتی۔ کون ہے جو خواجہ کے اس اجتہاد پر نفرت کا اظہار نہیں کریگا۔ کیا یہ صحیح الخواس احمدی کے خیالات کی ترجمانی ہے یا ایک احمدیت کے دشمن کے **قلب کا آئینہ**۔ سوچو اور خدا کے لئے سوچو؟

میں ان بزرگون سے اپیل کرتا ہون جنکو خواجہ صاحب نے مخاطب کیا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ مبایعین میں داخل ہیں یا غیر مبایعین ہیں کہ وہ خدا کے لیئے بتائیں اور شہادت دیں۔ کہ کیا حضرت اقدس کی تصانیف کی یہی حالت ہے اور کیا وہ خواجہ صاحب کا سا مذہب رکھتے ہیں؟

میں جانتا ہوں کہ ان بزرگون میں ایسے نام بھی ہیں۔ جو خواجہ صاحب اور اس کے خاندان کے ممبرون کے بڑے بھاری محسن اور ان کی حالت میں اپنی فیاضی سے غیر معمولی انقلاب پیدا

کر دینے والے بھی ہیں اور مجھے ہی نہیں اکثرون کو معلوم ہے ۔ کہ ان میں ایسی شخصیتیں بھی ہیں جنکو ایک ایک وقت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ان کے اپنے مرکزون میں اپنا قائمقام قرار دیا ہے ۔ اور ان کے اخلاص اور صدق کا حضرت اقدس کی طبیعت پر ایسا اثر تھا ۔ کہ آپ نے اپنے جذب اور کشش سے اس سے پہلے کہ وہ بیعت میں داخل ہوتے اپنے ۳۱۳ مخلصین کی فہرست میں نام درج کر دیا ۔ اور یہی اعجازی تحریر ان کو کشان کشان لے آئی ۔ ان بزرگون کی شہادت ایک اثر رکھتی ہے اور ایک وزن ان کے عمل میں ہے ۔ کہ وہ سینکڑون اور ہزارون کے بیان میں نہیں ہو سکتا ۔ مگر کیا خواجہ صاحب نے غور کیا ۔ کہ ان کے عمل نے کیا ثابت کیا ؟ کیا ان کا وہ مذہب ہے جو خواجہ کا ہے یا وہ جو حضرت محمود کا ہے اور کیا ان لوگون نے حضرت اولوالعزم کو حضرت مسیح موعود کی کتابون تحریرون اور صحبت میں رہ کر سمجھے ہوئے عقاید کے خلاف تعلیم دینے والا سمجھکر اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھدیا یا اپنے صحیح منشاء سمجھنے والا پاکر اسی رسی کو مضبوط پکڑ لیا خواجہ صاحب تو غور نہیں کریں گے اور وہ اپنی اخلاقی موت کی آخری گھڑیون میں بے طرح تڑپ رہے ہیں مگر جماعت تو اس سے فائدہ اٹھا سکتی ہے ۔

مثلاً حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب قبلہ جنکی شخصیت سلسلہ میں ہمیشہ عزت اور ادب کا مرجع رہی ہے ۔ اور جو حضرت مسیح موعود کے دو فرشتون میں سے ایک سمجھا گیا جس کی قربانی کو ذبح عظیم سمجھا گیا ۔ اس نے اپنے عمل سے کیا بتایا ؟

اگر حضرت محمود کی تعلیم اس کے عقاید اس تعلیم کے خلاف تھے جو انہون نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سیکھے تھے اور صحبت میں رہ کر خواجہ صاحب کے الفاظ میں پڑھے تھے اور وہ حضرت اقدس کی تحریرون کے منافی تھے ۔ تو کس چیز نے انہیں اپنی عزت و وجاہت کو حضرت محمود کے ہاتھون پر قربان کرنے کے لیئے طیار کر دیا ؟ اندھی دنیا کے مقلد اور عزت و وجاہت کے بت کے پرستار اسے سمجھ نہیں سکیں گے وہ اخلاص وہ صدق وہ وفا اور بالآخر وہ صداقت کا زبردست اثر تھا جس نے ان میں حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پہ پھر نورالدین اعظم کے ہاتھ پر جھکایا تھا ۔ اسی بے نفسی اور حقیقت نے انہیں آج اس پاک نفس کے ہاتھ پر جمع کر دیا ۔

یا مثلاً انہیں نامون میں سے حضرت مولوی سید محمد سرور (فرحی) صاحب قبلہ کا نام ہے ان کی مسلمہ وجاہت اور پوزیشن کا خواجہ صاحب کو بھی اقرار ہے اور ان کی فیاضی طبیعت اور وسیع الحوصلگی ایسی نہیں کہ خواجہ صاحب اس سے واقف نہ ہون خواجہ صاحب اور میرے جیسے بہت سے اشخاص اپنی تحریکوں کے لیئے انکے رہین منت ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے چوتھائی صدی پیشتر ان کے اخلاص اور صدق کو دیکھکر انہیں ایک موقعہ پر اپنے مرکز میں اپنا قائمقام ٹھہرایا ۔ ایک ایسا شخص جو قانون شہادت جیسے دقیق اور مسلم مشکل ایکٹ کا شرح نویس ہو وہ شہادت حقہ کے مقام پر کھڑا ہو کر اپنے فرض کو نہایت عمدگی سے ادا کر سکتا ہے ۔ اور خصوصاً اس لحاظ سے کہ وہ اپنی وجاہت اور پوزیشن کے لحاظ سے کسی کے دباؤ اور اثر میں نہ آسکتا ہو ۔ اس کی عملی شہادت کیا احمدی دنیا کے لیئے قابل قدر اور سند نہیں جو آج خواجہ صاحب تحریری بیان مانگتے ہیں ۔ وہ حضرت خلیفہ اول کی وفات پر قادیان کے مرکز سے ایک ہزار میل کے فاصلہ پر اپنی پوری آزادی اور غور و فکر کے بعد کیا کرتا ہے ۔ ظاہر ہے کہ وہ حضرت محمود کی زنجیر خلافت میں اپنی اعتقادی کڑی کو ملا دیتا ہے ۔ وہ بڑی بڑی شخصیتیں جو اپنے آپ کو الانت منات کا قائمقام بنانا چاہتی تھیں اس کے اعتقاد کی ٹھوکر سے توڑ دی جاتی ہیں اب احمدی جماعت خدا کے لئے غور کرے ۔ کہ کیا ایسے شخص کی عملی شہادت ظاہر نہیں کرتی کہ وہ حضرت محمود کی تعلیم اور تلقین کو صحیح سمجھتا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم یقین کرتا ہے ۔ اور اس کا عمل حضرت مسیح موعود کی کتب کی تفسیر نہیں ہے ؟ ہے اور ضرور ہے ۔ مگر کم عقل انسان کو نظر نہیں آسکتا ۔ یا مثلاً حضرت میر حامد شاہ صاحب قبلہ جسکو خود یہ لوگ پاک نفس قرار دیکر بیعت لینے کا مجاز ٹھہراتے تھے ۔ اور جو ان کی طرح خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمن کا حصہ دار خلیفہ تھا ۔ خود ان کے اثر اور کرہ میں رہ کر اپنے عمل سے مقام شہادت پر کھڑا ہو کر کیا کہتا ہے ؟ مجھے بیان کرنے ضرورت نہیں احمدی دنیا جانتی ہے اور خواجہ اور اس کے دوستون کو معلوم ہے ۔ پھر آپ ان سے وہ کیا لکھوانا چاہتے ہین ؟

خواجہ صاحب کو جماعت کی ایمانی قوت کا اندازہ اس نصرت اور تائید سے کرنا چاہیئے تھا جو خدا تعالےٰ نے اس ابتلا میں اس کی کی ۔ اور یہ سمجھ لینا چاہیئے تھا ۔ کہ وہ اب اس کے جال میں نہیں آسکتی اس نے خواجہ شاہی چالون کو خوب سمجھ لیا ہے ۔ وہ مرغ زرین اب خواجہ کے ہاتھ میں نہیں آسکتا ۔

غرض سب سے پہلا حملہ خواجہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کی تصانیف پر اور حضرت اقدس پر کیا ہے اور پھر جماعت کے ان معزز اور مخلص احباب پر کیا ہے جنہون نے دامن خلافت سے تعلق رکھا ہے ۔ اس کے بعد میں چاہتا ہون کہ خواجہ صاحب کی ان چالاکیون کا اظہار کرون جو اس چٹھی میں انہون نے جماعت کو گمراہ کرنے کے لئے کی ہیں ۔

پہلی چالاکی خواجہ صاحب نے ظاہر کیا کہ اس شہادت کے لیے انہوں ایک سو آدمی منتخب کیئے ہیں چنانچہ لکھا ہے ۔ کہ

میں نے اس تحریر کی اغراض کے لئے یکصد آدمی انتخاب کیئے ہیں جو ہر دو فریق سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ اس تعداد میں ان دوستون کی تعداد زیادہ ہے ۔ جو میان صاحب سے بیعت کر چکے ہیں "

خواجہ صاحب اور ان کے دوستون سے یہ دریافت کرنے کا ہمارا حق ہے کہ وہ ان سو آدمیون کی تعداد پوری کرین جو اس چٹھی میں درج ہے اور میں دعوے اور غیر متزلزل دعوے سے کہتا ہون کہ

وہ ہرگز پوری نہیں ہوسکیگی

یا تو اسے خواجہ کا جھوٹ قرار دو ۔ یا مغالطہ اور چالاکی ۔ خواجہ جانتا تھا ۔ کہ ان نامون کو کون شمار کریگا ۔ سو کے عدد سے جماعت پر رعب پڑیگا ۔ مگر اس نادان کو اتنا معلوم نہیں کہ جو لوگ اس کے اس قسم کی مغالطہ افزا باتون سے واقف ہیں وہ اس کو گھر تک پہونچائیں گے کیا یہ تقوے اور دیانت کا تقاضا ہے ۔ کہ اٹھہتر آدمی کے نام لکھکر اسکو سو کے عدد سے تعبیر کیا جائے یا خواجہ صاحب نے گنتی کا کوئی نیا طریق ایجاد کیا ہے ۔ اور پھر یہی پبلک تحریر کے ذریعہ خواجہ نے دعوے کیا ہے کہ اس فہرست میں مبایعین کی تعداد زیادہ ہے ۔ خواجہ صاحب سے یہ مطالبہ کرتا ہون کہ وہ اپنے دیئے ہوئے نامون میں اگر نصف تعداد بھی مبایعین کی دکھا دین تو سمجھ لیا جاویگا کہ انہون نے اس موقعہ پر عمداً جھوٹ نہین بولا ۔ مگر خواجہ اس مرد کا میدان ثابت نہیں ہوگا ۔ کیونکہ یہ صریح جھوٹ ہے ۔ میں خواجہ صاحب سے اسی حلف سے دریافت کرتا ہون جو وہ لوگون کو دینا چاہتا ہے امید ہے وہ اس شہادت کو نہیں چھپائیگا ۔ کہ کیا یہ تعداد پوری ہو اور مبایعین کی تعداد اس فہرست میں زیادہ ہو ؟ خواجہ اور اس کے دوست بھی انکی صداقت کے خلاف بولنے کا حوصلہ نہیں کرینگے ایسی حالت کیا ایسا شخص کس حد تک قابل وثوق ہو سکتا ہے ۔ یہ سوال حل طلب ہے

عہد فاروقی اور خلافت فضل عمری

نمبر اول

قرآن مجید سے یہ امر بوضاحت ثابت ہے ۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رنگ میں ہونی مقدر تھی ۔ اور حضرت مسیح موعود نے آکر اپنی جماعت کو اپنے واسطہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت سے ملا دیا ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت حقہ راشدہ کے سلسلہ نے عملی رنگ میں اور بھی اسکی تائید کی ۔

الوصیت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے سلسلہ کے قیام اور نظام کو اپنے بعد **ابو بکری** قدم پر کھڑا ہونے والے افراد کے سپرد کیا ۔ اور اسکا اظہار واقعات نے حضرت **خلیفہ اول** رضی اللہ عنہ کی شکل میں کیا ۔

حضرت خلیفہ اول نے اپنے جانشین کے متعلق وصیت کی ۔ اور مشیت ایزدی نے اسکا اظہار حضرت **صاحبزادہ اولوالعزم** کی صورت میں کیا ۔

بشیر اول کی وفات پر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقانی تقریر شائع کی ۔ اس وقت تک حضرت نے خود اپنے دعویٰ مسیحیت کا بھی اعلان نہیں کیا تھا ۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے ۔ کہ ابھی سلسلہ بیعت بھی شروع نہیں ہوا تھا ۔ اور سوچنے والے قلب سلیم کے لئے یہ ایک زبردست نشان ہے ۔ کہ اس وقت اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود سے ایک **غلام** زکی کا وعدہ کیا ۔ اور اس کو **اولوالعزم** ٹھہرایا ۔ اور اسکا نام صفاتی **فضل عمرؓ** رکھا ۔

اور اس سلسلہ میں اپنی ذریت میں **امامت و خلافت** کا ذکر کیا ۔ اس وقت کس کو معلوم تھا ۔ کہ آپ ایک عظیم الشان جماعت پیدا کریں گے ۔ اور آپ کے سلسلہ اولاد میں خلفاء کا سلسلہ ہوگا ۔ ان واقعات کو غور سے دیکھو ۔ اور پھر کون کہہ سکتا تھا کہ وہ **مولود** جس کی بشارت **فضل عمر** کے نام سے دیگئی ہے دوسرا **خلیفہ** ہو کر **خلافت فاروقی** کا ظل ہوگا ۔ مگر واقعات نے دکھا دیا ۔ کہ وہ

یہ خدا تعالیٰ کا اعجازی نشان تھا

یہاں تک تو واقعات عجب قسم کی مساعدت کرتے ہیں ۔ مجھے **عہد فاروقی** پر غور کرتے ہوئے بعض ایسی کھلی کھلی باتیں معلوم ہوئی ہیں ۔ جو **عہد فضل عمری** سے بالکل مطابقت رکھتی ہیں ۔ میں چاہتا ہوں ۔ کہ اپنی جماعت کے ... دیا دیا رہ ... کیلئے خلافت فضل عمری کے آئینہ میں عہد فاروقی کی شان دکھاؤں اور جماعت کے سمجھدار اور فہیم طبقہ کو خوب معلوم ہے ۔ کہ یہ باتیں تکلف اور تصنع سے نہیں کی گئیں ۔ اس مضمون کو میں مختلف عنوانوں میں تقسیم کر کے لکھوں گا ۔ وباللہ التوفیق ۔

اشاعت اسلام

اشاعت اسلام کے متعلق حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی مساعی جمیلہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں ۔ بقول صاحب الفاروق ۔

"خلافت کی حیثیت سے حضرت عمرؓ کا جو اصلی کام تھا وہ مذہب کی تعلیم و تلقین تھی ۔ اور در حقیقت حضرت عمرؓ کے کارناموں کا طغریٰ یہی ہے " ۔

پھر اشاعت اسلام کے متعلق وہ لکھتا ہے ۔ کہ اشاعت اسلام کے یہ معنی نہیں ۔ کہ لوگوں کو تلوار کے زور سے مسلمان بنایا جاوے **حضرت عمرؓ اس طریقے کے بالکل خلاف تھے "**

اشاعت اسلام کے یہ معنے ہیں کہ تمام دنیا کو **اسلام کی دعوت دی جائے** ۔ اور لوگوں کو اسلام کے اصول اور مسائل سمجھا کر اسلام کی طرف راغب کیا جاوے " ۔

میں اس جگہ ان اسباب اور طریقوں پر بحث نہ کروں گا ۔ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اشاعت اسلام کے لئے اختیار کئے کیونکہ اسوقت خدا کے محض فضل و کرم سے اسلامی حکومت تھی ۔ اور اسلامی فتوحات یوماً فیوماً بڑھ رہی تھی ۔ مگر ان فتوحات اور حکومت کو اشاعت اسلام کے ساتھ اپنے اثر اور قوت کے لحاظ سے کوئی تعلق نہ تھا ۔ بلکہ اشاعت اسلام محض اپنے اثر صداقت اور مسلمانوں کے پاک نمونہ سے ہوتی تھی ۔ چنانچہ صاحب الفاروق نے لکھا ہے ۔ کہ :-

"حضرت عمرؓ کے عہد میں نہایت کثرت سے اسلام پھیلا ۔ اور اس کی بڑی وجہ یہ تھی ۔ کہ انہوں نے اپنی تربیت اور ارشاد سے تمام مسلمانوں کو اسلام کا اصلی نمونہ بنا دیا تھا "

پھر لکھتا ہے ۔ کہ حضرت عمر کے مبارک عہد میں اسلام کثرت سے پھیلا اور تلوار سے نہیں بلکہ اپنے فیض و برکت سے " ۔

ان اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ حضرت عمرؓ **اشاعت اسلام** کے لئے ایک خاص جوش رکھتے تھے اور خدا تعالےٰ نے انہیں اس امر میں خاص طور پر کامیاب فرمایا ۔

اب ہم اس وقت حضرت **فضل عمر** کے عہد خلافت پر نظر کرتے ہیں ۔ کہ اشاعت اسلام کے لئے وہ کیا کر رہا ہے ۔

میں اگر حضرت **فضل عمر** کے اس جوش کے مختلف ظہوروں کا ذکر کروں تو اس کے لئے ایک مختص باب کی ضرورت ہے ۔ کہ کس طرح پر یہ نوجوان اپنی زندگی کے ابتدائی ایام سے لیکر آج تک **اشاعت اسلام** کے لئے کیا کرتا آیا ہے ۔ اس لئے میں یہاں مختصراً اس کے **عہد خلافت** پر ایک نظر کروں گا ۔

حضرت فضل عمر نے اپنا کام یہی سمجھا ہے ۔ چنانچہ ۱۲ - اپریل ۱۹۱۴ء کو اپنی خلافت کے ایک ماہ بعد جو تقریر آپ نے کی ۔ اس میں بیان فرمایا ۔

نبی اور اس کے جانشین خلیفہ کا پہلا کام **تبلیغ حق اور دعوت الی الخیر** ہوتا ہے ۔ وہ سچائی کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور اپنی دعوت کو دلائل اور نشانات کے ذریعہ مضبوط کرتا ہے ۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہو ۔ کہ

وہ تبلیغ کرتا ہے

اس سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ وہ اپنی زندگی کی غرض اور اپنی خلافت کا اصلی مقصد ہی **تبلیغ** اور **دعوت الی الخیر** سمجھتا ہے پھر اپنا فرض سمجھنے کے بعد جو جوش تبلیغ کے لئے اس کے دل میں ہے اس کا اظہار اسی کے الفاظ میں موزوں معلوم ہوتا ہے ۔ چنانچہ فرماتا ہے ۔

تبلیغ :- " پہلا فرض خلیفہ کا تبلیغ ہے ۔ جہاں تک میں نے غور کیا ہے ۔ میں نہیں جانتا ۔ کہ کیوں بچپن ہی سے میری طبیعت میں تبلیغ کا شوق رہا ہے ۔ اور تبلیغ سے ایسا انس رہا ہے ۔ کہ میں سمجھ ہی نہیں سکتا ۔ میں چھوٹی سی عمر میں بھی ایسی دعائیں کرتا تھا ۔ اور مجھے ایسی حرص تھی ۔ کہ **اسلام کا جو کام بھی ہو ۔ میرے ہی ہاتھ سے ہو** ۔ میں اپنی اس خواہش سے ناواقف نہیں ۔ کہ کب سے ہے ۔ میں جب دیکھتا تھا ۔ اپنے اندر اس جوش کو پاتا تھا ۔ اور دعائیں کرتا تھا ۔ کہ **اسلام** کا جو کام ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو ۔ پھر اتنا ہو ۔ اتنا ہو ۔ کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو جس میں اسلام کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں ۔ میں نہیں سمجھتا تھا ۔ اور نہیں سمجھتا ہوں ۔ کہ یہ **جوش ۔ انس** اسلام کی خدمت کا میری فطرت میں کیوں ڈالا گیا ۔ ہاں اتنا جانتا ہوں ۔ کہ یہ **جوش** بہت پرانا رہا ہے ۔ غرض اسی جوش اور خواہش کی بنا پر میں نے خدا تعالےٰ کے حضور دعا کی کہ

میرے ہاتھ سے تبلیغ اسلام کا کام ہو

اور میں خدا تعالےٰ کا شکر کرتا ہوں ۔ کہ اس نے میری ان دعاؤں

کے جواب میں بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں۔ غرض تبلیغ کے کام سے مجھے بڑی دلچسپی ہے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ اور یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ سب دنیا ایک مذہب پر جمع نہیں ہو سکتی۔ اور یہ بھی سچ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جس کام کو نہیں کر سکے۔ اور کون ہے۔ جو اسے کر سکے یا اس کا نام بھی لے۔ لیکن اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی **خادم اور غلام** توفیق دیا جاوے۔ کہ ایک حد تک تبلیغ اسلام کے کام کو کرے۔ تو یہ اس کی اپنی خوبی اور کمال نہیں بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا کام ہے۔ میرے دل میں تبلیغ کے لئے اتنی تڑپ تھی۔ کہ میں حیران تھا۔ اور سامان کے لحاظ سے بالکل قاصر پس میں اس کے حضور ہی جھکا۔ اور دعائیں کیں۔ اور میرے پاس تھا ہی کیا؟ میں نے بار بار عرض کی۔ کہ میرے پاس نہ علم ہے۔ نہ دولت نہ کوئی جماعت ہے۔ کچھ اور ہے۔ جس سے میں خدمت کر سکوں۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں۔ کہ اس نے میری دعاؤں کو سنا اور آپ ہی سامان کر دیئے۔ اور تمہیں کھڑا کر دیا۔ کہ میرے ساتھ ہو جاؤ۔

پس آپ وہ قوم ہیں۔ جس کو خدا نے چن لیا۔ اور یہ میری دعاؤں کا ایک ثمرہ ہے۔ جو اس نے مجھے دکھایا۔ اس کو دیکھ کر میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ باقی ضروری سامان بھی وہ آپ ہی کریگا اور ان **بشارتوں** کو عملی رنگ میں دکھا دے گا۔ اور اب میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ دنیا کو ہدایت میرے ہی ذریعہ ہوگی۔ اور **قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ گذرے گا جس میں میرے شاگرد نہ ہونگے**۔ کیونکہ آپ لوگ جو کام کرینگے۔ وہ میرا ہی کام ہوگا

اب تم یہ تو سمجھ سکتے ہو۔ کہ میری دلچسپی تبلیغ کے کام سے آج پیدا نہیں ہوئی۔ اس حالت سے پہلے بھی جہاں تک مجھے موقع ملا مختلف رنگوں اور صورتوں میں تبلیغ کی تجویزیں کرتا رہا۔ وہ جوش اور دلچسپی جو فطرتاً مجھے اس کام سے تھی۔ اور اس راہ کے اختیار کرنے کی جو بے اختیار کشش میرے دل میں ہوتی تھی۔ اسکی حقیقت کو بھی اب میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ میرے کام میں داخل تھا۔ ورنہ جب تک اللہ تعالےٰ ایک **فطرتی جوش** اسکے لئے میری روح میں نہ رکھ دیتا میں کیونکر اسے سرانجام دے سکتا تھا۔ اب میں آپ سے مشورہ چاہتا ہوں۔ کہ تبلیغ کے لئے کیا کیا جاوے۔

میں جو کچھ اسکے متعلق ارادہ رکھتا ہوں۔ وہ میں بتا دیتا ہوں۔ اگر تم سوچو۔ اور غور کرو۔ کہ اسکی تکمیل کی کیا صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اور ان تجاویز کو عملی رنگ میں لانے کیواسطے کیا کرنا چاہیئے۔

میں چاہتا ہوں۔ کہ ہم میں ایسے لوگ ہوں جو ہر ایک زبان کے سیکھنے والے اور پھر **ہر زبان کے مبلغ ہوں!** جاننے والے ہوں۔ تاکہ ہم ہر ایک زبان میں آسانی کے ساتھ تبلیغ کر سکیں اس کے متعلق میرے بڑے بڑے ارادے اور تجاویز ہیں۔ اور میں اللہ تعالےٰ کے فضل پر یقین رکھتا ہوں۔ کہ خدا نے زندگی دی۔ اور توفیق دی اور پھر اپنے فضل سے اسباب عطا کئے۔ اور ان اسباب سے کام لینے کی توفیق ملی۔ تو اپنے وقت پر ظاہر ہو جاویگی۔ غرض میں تمام زبانوں اور تمام قوموں میں تبلیغ کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس لئے کہ یہ میرا کام ہے کہ تبلیغ کروں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ یہ بڑا ارادہ ہے۔ اور بہت کچھ چاہتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ **خدا ہی کے حضور سے سب کچھ آوے گا**۔ میرا خدا قادر ہے۔ جس نے یہ کام میرے سپرد کیا ہے۔ وہی مجھے اس عہدہ برآ ہونے کی توفیق اور طاقت دے گا۔ کیونکہ ساری طاقتوں کا مالک تو وہ آپ ہی ہے میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس مقصد کے لئے بہت روپیہ کی ضرورت ہے۔ بہت آدمیوں کی ضرورت ہے مگر اس کے خزانوں میں کس چیز کی کمی ہے۔ کیا اس سے پہلے ہم اس کے عجائبات قدرت کے تماشے دیکھ نہیں چکے۔ یہ جگہ جس کو کوئی جانتا بھی نہ تھا اس کے مامور کے باعث دنیا میں شہرت یافتہ ہے۔ اور جس طرح پر خدا نے اس سے وعدہ کیا تھا۔ ہزاروں نہیں لاکھوں لاکھ روپیہ اس کے کاموں کی تکمیل کے لئے اس نے آپ بھیج دیا۔ اس نے وعدہ کیا تھا۔ ینصرک رجال نوحی الیہم تیری مدد ایسے لوگوں سے کی جائیگی۔ جنکو ہم خود وحی کریں گے۔ پس میں جبکہ جانتا ہوں۔ کہ جو **کام میرے سپرد ہوا ہے**۔ یہ اسی کا کام ہے اور میں نے یہ کام خود اس سے طلب نہیں کیا۔ خدا نے خود دیا ہے۔ تو وہ انہی **رجال** کو وحی کریگا جو **مسیح موعود** کے وقت وحی کئے جاتے تھے۔

(باقی آئندہ)

سیرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی **لائف** (سوانحعمری) کا احساس اب قوم میں پیدا ہو گیا ہے۔ اور ہر طرف سے آوازیں آنے لگی ہیں۔ کہ **لائف** کی ضرورت ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود کی لائف کا ایک سے زیادہ مرتبہ اعلان کیا اور باوجود اعلان کے **لائف** کا کوئی حصہ ظاہر پبلک میں نہیں آیا۔ یہ سچ ہے کہ مکتوبات احمدیہ بھی لائف ہی کا ایک جزو ہے۔ مگر اس پر لائف کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ اس اثناء میں جیسے لوگوں کی عادت ہوتی ہے میرے اس کام یا بعض دوسرے کاموں پر ریمارک کیا گیا۔ کہ میں اعلان کرتا ہوں کام نہیں کرتا مجھے اس قسم کے ریمارکوں کا جواب دینا مقصود نہیں ہوا۔ اپنے رنگ اور اصول پر کام کرتا رہتا ہوں۔ قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر کے خیال کو ایک وقت شائع کرنے کا ارادہ کیا گیا۔ اور اس ضرورت کے احساس پر آخر میں نے اپنی ہمت کے موافق کم و بیش اسکے تک ساڑھے بارہ کے قریب پارے شائع کر دیئے۔ اور اس تحریک نے اب مستقل طور پر ایک قرآن مجید چھپوا دیا۔ اور دوسرا ترقی اسلام کے ماتحت چھپ رہا ہے۔ اسی طرح یہ **لائف** کا کام ہے۔ میں اس کے مواد جمع کرنے کی فکر میں رہا۔ اور اس کام کو ترتیب اور اشاعت کے خیال میں لگا رہا۔ جو کام قوم کے کرنے کے ہوں جہاں مصنفین کے لئے بیفکر اور محض ایک ہی کام کرنے کی ضرورت ہو وہاں وہ کام ایک شخص کو یکسر و ہزار سودا رکھ کر کرنا پڑتا ہے مجھے اب تک کہنے کی ضرورت نہیں کہ میں اس کام کا اہل ہوں یا نہیں۔ میرا ذاتی اعتراف ہے کہ نہیں ہوں مگر قوم کے اکثر و بیشتر حصہ کا حسن ظن ہے کہ **میں اسکا اہل ہوں**۔

حضرت خلیفہ ثانی نے مجھے اس کام کے کرنے کیلئے ارشاد فرمایا تھا۔ اور میں نے یہ اقرار کیا تھا۔ کہ میں اس خدمت کو سرانجام دینے کے لئے بحمد اللہ طیار ہوں۔ میں نے کچھ عرصہ پیشتر ایک سرکلر لیٹر کے ذریعہ اس تعداد کو معلوم کرنا چاہا تھا جو سیرت کے خریداران کی ہو سکتی ہے مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ قوم اسباب کی عادی ہو رہی ہے کہ کتاب طبع ہو اور اسکے پاس پہنچ جاوے۔ میں اب زیادہ عرصہ تک اس کام کو معرض التوا میں رکھنا نہیں چاہتا۔ اور اس رمضان میں دعاؤں کے ساتھ اسے میں نے مرتب کرنا شروع کر دیا ہے۔ اسکی ترتیب کی ایک تقریب یہ بھی پیدا ہو گئی۔ کہ انجمن ترقی اسلام کے ماتحت **مبلغین** کی جماعت کے سامنے حضرت مسیح موعود کے سوانح پر میرے دو لیکچر ہیں۔ جن میں سے ایک سوانح پر اور ایک آپ کے علم کلام پر ہیں پسند کیا۔ کہ اس تقریب سے اسی سلسلہ کی اشاعت کا انتظام کروں۔ لائف کے یکدم شائع کرنے پر بہت وقت محنت اور روپیہ کے صرف کی ضرورت ہے اور اندیشہ ہے۔ کہ اس لحاظ سے یہ کام بالکل معرض التواہی میں رہے۔ اس لئے میں نے پسند کیا ہے کہ حصص کی صورت میں اسے شائع کر دوں۔ میں کسی سے **پیشگی قیمت** نہیں چاہتا ہاں یہ چاہتا ہوں۔ کہ کم از کم **پانچسو** ایسے مخلص احباب ہوں جو اس کی ہر جلد یا حصہ کی اشاعت پر فوراً اسے لے لیں۔ میرے خریداران الحکم و تفسیر وغیرہ کے ساتھ قریباً بیس سال سے یہ دستور چلا آیا ہے کہ جو شخص جو کتاب یا رسالہ نہ لینا چاہے۔ وہ اطلاع دیتا ہے اور باقی کے نام اسے وی پی کر دیا جاتا ہے۔ یہ **طریق** خریداران الحکم کے ساتھ تو جاری رہیگا۔ دوسرے احباب کو خود درخواست کرنی ہوگی پہلا حصہ اس سلسلہ میں انشاء اللہ العزیز بغیر کسی مزید توقف کے ۲۰ ستمبر ۱۹۱۵ء کو شائع ہو جاویگا جو ۲۲×۲۹/۸ تقطیع کے ۲۴ پونڈ کے کاغذ پر شائع ہوگا اور ہر جلد ۱۰۰ ایسے **صفحوں** سے کم پر شائع نہ ہوگی جس کی قیمت مع محصول ڈاک ۱۲ ہوگی۔ صرف ایک سو جلدیں اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر طبع ہونگی۔ اور وہ مجلد ہونگی۔ اس کی قیمت عہ فی جلد ہوگی۔ جو صاحب اس کے خریدار ہوں وہ اپنا نام درج کرا لیں میں صرف ان لوگوں کو مخاطب کرتا ہوں جو **حضرت مسیح موعود** کے حالات پڑھنے کے عاشق زار ہیں۔ لائف کی دیرینہ آرزو جس اسی رنگ میں پوری ہو سکتی ہے۔ بصورت اس کتاب کی ایک ہزار جلدیں طبع ہونگی قدردانی بتادیگی کہ وہ کسقدر چھپنی چاہیئے۔ اسکو اجزا کی صورت میں اسلئے بھی چھاپنا پسند کیا ہے کہ یورپ و امریکہ میں بھی جو بڑی کتابیں ہیں۔ وہ اجزا ہی کی صورت میں شائع ہوتی ہیں۔ اگر احمدی قوم چاہتی ہے کہ یہ لائف جلد شائع ہو تو اس کا فرض ہے ✻ کہ میری مددگار ہو۔ اگر ۵۰۰ احباب نے مستقل خریداری کا اعلان کرنے کے قابل کر دیا۔ تو پھر میں خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے اظہار کرتا ہوں۔ کہ ہر تین دن کے وقفہ سے انہیں ایک جلد مل سکتی ہے یہ سوانحعمری کیسی ہوگی مجھے اسکے متعلق کچھ بھی نہیں کہنا بجز اس کے کہ اس شخص کی سوانحعمری ہے۔ جو **کل نبیوں کا موعود ہے اور آخری زمانہ کا مامور ہے** ۲۰ ستمبر ۱۹۱۵ء کا انتظار کرو خدا کے فضل سے اسی روز پہلی جلد شائع ہوگی ✻ خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان ✻

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گہرے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ تندرست نہ ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر پینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے

تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ اسکاٹ کمپنی لنڈن۔

[illegible]

[illegible]

ایک نعمت

دق۔ سوزش حلق۔ دمہ کے مریضوں کیلئے ایک بوٹی

کاسننگ گولیاں درحقیقت مذکورہ بالا امراض کا خاتمہ کر دیتی ہیں۔ اور پھیپھڑوں کی امراض کا مجرب علاج ہیں۔ حلق کی غرغراہٹ آواز کے بھدے پن اور دوسری تمام شکایات کیلئے جو موسم کی تبدیلی یا سردی ہو جانے سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان گولیوں کے استعمال سے دور ہوتی ہیں۔ گویوں کے لئے بڑھاپے میں اپنی آواز برقرار رکھنے کے لئے بہت ضروری ہیں۔ منگا کر آزمائیں۔

قیمت فی ڈبیہ ۵۰ گولیاں عمر

پتہ۔ وید شاستری منی شنکر گوندجی آسننگ نگرہ فارمیسی جام نگر کاٹھیاواڑ

داد کا مرہم

۳ر

ایک مرتبہ لگانے سے خارش جاتی رہتی ہے۔ اور دو تین مراتب کے لگانے سے داد جڑ سے جاتا ہے۔ جب سب دوا کے تھک گئے ہوں۔ تو اس کا بھی استعمال کیجئے۔ اس میں جلن نہیں ہے۔ اور خوشبودار ہے۔ قیمت ۴ر فی ڈبیہ۔ ڈاک محصول ۶ ڈبیہ تک ۵ر۔ ۱۲ ڈبیہ ۶ر

کلورو ڈائن

یہ انگریزوں کی ایک خانگی دوا ہے ریاحی درد مروڑ خواہ کسی صورت سے ہو۔ اس کی ایک ہی خوراک سے جاتی ہے۔ آؤں۔ دست اور پیچش کیلئے یہ نہایت مفید ہے۔ ڈاکٹر برمن نے انگلینڈ کے نامی دواخانہ سے بنوایا ہے۔ اور دیگر کلورو ڈائن سے کہیں بہتر ہے اس لئے بازاری کلورو ڈائن نہ خرید کے اس کلورو ڈائن کو خریدیں قیمت ۶ر۔ ایک درجن کے للعہ محصولڈاک ۵ر

بدہضمی اور بدہضمی کے دست کی ٹکیہ

۳ر

غذا تحلیل ہونے کو بدہضمی کہتے ہیں جیسے غذا کرنیکے بعد پیٹ بھاری رہنا پیٹ میں بیلچ ہونا۔ جی متلانا۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ قوت ہاضمہ کے خراب ہو جانے سے ہوتا ہے۔ جب غیر ہضم غذا اکٹھا ہوجاوے تب پیٹ میں گڑگڑاہٹ ہوتی ہے۔ اور پیٹ پھولتا ہے اور دست ہوتے ہیں۔ اور اس وجہ سے جسم نحیف اور مرض لاعلاج ہو جاتا ہے۔ اس مرض کے ہونے کے اسباب یوں ہیں ضعیفی کا عالم۔ کسی خاص بیماری کے بعد ضعف کا ہونا۔ کم کھانا۔ منی کا بیفائدہ ضائع ہونا۔ زیادہ محنت و فکر تردد یا غم اور ان خرابیوں کی حالت میں جو بچہ جننے کے وقت ہوتی ہیں۔ ان باتوں کا غور کرکے ڈاکٹر برمن نے یہ بدہضمی کی ٹکیہ بنائی ہے۔ جس سے غذا تحلیل ہوتا ہے۔ اور بدہضمی کی خرابی کو دور کرنے میں نہایت مفید ہے۔ ۳۰ ٹکیہ کی شیشی قیمت عہ محصولڈاک ایک سے ۴ شیشی تک ۵ر

ڈاکٹر ایس کے برمن ۶۹۵۔ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ